

انتخاب اور نمائندگی

تمہید

کیا آپ نے کبھی شطرنج کھیلی ہے؟ کیا ہوا اگر سیاہ اسپ (کالا گھوڑا)، ڈھائی چال پر چلنے کی بجائے، اچانک سیدھا چلنے لگے؟ یا کیا نتیجہ ہو گا اس کرکٹ میچ کا جس میں کوئی امپائر نہ ہو؟ کھیل کوئی بھی ہو، ہمیں کچھ پہلے سے طے شدہ اصولوں کی ضرورت ہوتی ہے۔ اصول بدل دیجئے، کھیل کا نتیجہ بھی مختلف ہو جائے گا۔ اسی طرح، ہر کھیل میں، ایک غیر جانب دار امپائر کی بھی ضرورت ہوتی ہے جس کا فیصلہ تمام کھلاڑیوں کو قابل قبول ہو۔ کوئی بھی کھیل شروع کرنے سے پہلے، اصولوں اور امپائر، دونوں پر اتفاق کرنا ضروری ہے۔ جو بات کھیل کے متعلق سچ ہے، وہی انتخابات (ایکشن) کے بارے میں بھی سچ ہے۔ انتخابات منعقد کرانے کے بہت سے طریقے یا نظام ہوتے ہیں۔ انتخاب کے نتائج کا انحصار ان اصولوں پر ہوتا ہے جو ہم نے اختیار کیے ہوں۔ انتخابی سیاست کے شروع ہونے سے پہلے ہی ان دونوں فیصلوں کو لیا لازمی ہوتا ہے۔ لہذا یہ کام کسی حکومت پر نہیں چھوڑا جاسکتا۔ اسی وجہ سے، انتخابات کے متعلق تمام بنیادی فیصلوں کو اس جمہوری ملک کے آئین میں تحریر کر دیا گیا ہے۔

اس باب میں، ہم انتخابات اور نمائندگی سے متعلق آئینی دفعات کا مطالعہ کریں گے۔ ہمارے آئین میں، انتخاب کے لئے اختیار کردہ طریقہ کی اہمیت کیا ہے، انتخابات کے لئے غیر جانب دارانہ مشینری سے متعلق دفعات کیا ہیں، ان دونوں پر ہم خاص توجہ دیں گے۔ ہم ان تجویز پر بھی غور کریں گے جو اس سلسلہ میں، آئینی دفعات میں ترمیم سے متعلق ہیں۔

- ❖ اس باب کے مطالعہ کے بعد، آپ سمجھ سکیں گے:
- ❖ انتخاب کے مختلف طریقے،

- ❖ ہمارے ملک میں اختیار کردہ، نظام انتخاب کی خصوصیات،
- ❖ آزاد اور منصفانہ انتخابات کے لئے، دفعات کی اہمیت، اور
- ❖ انتخابی اصلاحات پر بحث

انتخابات اور جمہوریت

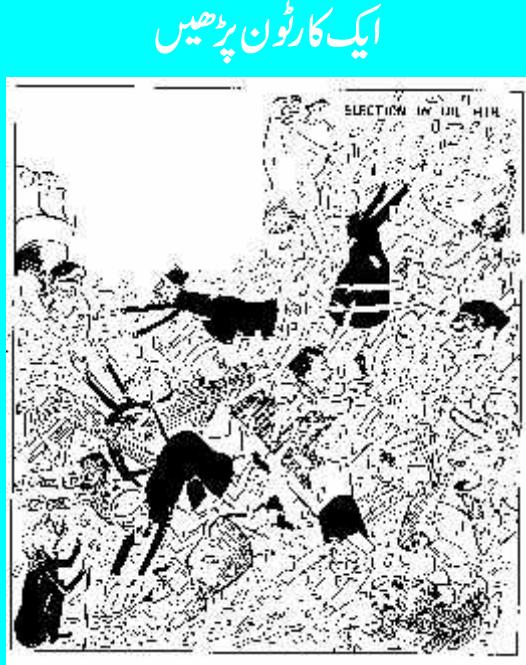
آئیے، انتخابات اور جمہوریت سے متعلق، خود سے ہی ہم دو آسان سوال کرتے ہوئے، اس کی شروعات کریں:

- ❖ کیا انتخابات کے بغیر، جمہوریت قائم رکھ سکتے ہیں؟
- ❖ کیا جمہوریت کے بغیر، انتخابات کر سکتے ہیں؟

آئیے ان ہی دونوں سوالات پر ہم اپنی کلاس میں بحث کریں۔ جو کچھ ہم نے سابقہ جماعتوں میں سیکھا ہے اس سے مثالیں پیش کریں۔

پہلا سوال ہم کو یاد دلاتا ہے کہ ایک بڑی جمہوریت میں نمائندگی کی ضرورت ہے۔ تمام شہری براہ راست، فیصلہ سازی میں حصہ نہیں لے سکتے۔ اس لئے عوام کے ذریعہ، نمائندوں کا انتخاب کیا جاتا ہے۔ اسی وجہ سے انتخابات اہمیت اختیار کرتے ہیں۔

جب بھی ہم ہندوستانی جمہوریت کے متعلق غور کرتے ہیں تو ہمارا ذہن پوری طرح گذشتہ انتخابات کی یاد دلاتا ہے۔ آج، انتخابات، جمہوری عمل کا سب سے واضح علامت بن چکا ہے۔ ہم اکثر



وہ کہتے ہیں کہ انتخابات، جمہوریت کا مشن ہوتے ہیں۔ اس کی بجائے، یہ کارٹون افراتفری ظاہر کرتا ہے۔ کیا ہمیشہ ہی انتخابات میں ایسا ہوتا ہے؟ کیا یہ جمہوریت کے لئے اچھا ہے؟

باب 3: انتخاب اور نمائندگی

براد راست اور بالواسطہ جمہوریت میں امتیاز کرتے ہیں۔ براد راست جمہوریت (Direct Democracy) وہ ہے جہاں روزمرہ کے فیصلوں اور حکومت چلانے میں تمام شہری براد راست حصہ لیتے ہیں۔ قدیم یونان کی شہری ریاستیں، براد راست جمہوریت کی مثالیں سمجھی جاتی ہیں۔ بہت سے لوگ مقامی حکومتوں، خاص طور سے گرام سچاؤں کو، براد راست جمہوریت سمجھتے ہیں۔ لیکن جہاں لاکھوں کروڑوں کو کوئی فیصلہ لینا ہو وہاں اس طریقہ کا اختیار نہیں کیا جاسکتا۔ اسی وجہ سے، عوام کی حکومت کے معنی ہیں، عوام کے نمائندوں کی حکومت۔

ایسے نظام حکومت میں، شہری اپنے نمائندوں کا انتخاب کرتے ہیں جو اپنی مدت کے دوران، ملک کی حکومت اور انتظام میں باقاعدہ شامل ہوتے ہیں۔ ان نمائندوں کے انتخاب کے طریقہ کو انتخاب یا الیکشن کہتے ہیں۔ لہذا، اہم اور خاص فیصلہ سازی میں اور ملک کا انتظام چلانے میں، شہریوں کا رول بہت محدود ہوتا ہے۔ وہ حکومت عمليوں کی تشكیل میں بھی شامل نہیں ہوتے۔ وہ صرف بالواسطہ طریقہ سے، اپنے نمائندوں کے ذریعہ ہی شامل ہوتے ہیں۔ اس انتظام میں تمام فیصلے ان کے نمائندے کرتے ہیں اور جس طریقہ سے ان نمائندوں کا انتخاب ہوتا ہے، وہ طریقہ نہایت اہمیت اختیار کر لیتا ہے۔



ان اصولوں کو آئین میں تحریر کرنے کی کیا ضرورت ہے؟ ان اصولوں کا پارلیمنٹ کے ذریعہ فیصلہ کیوں نہیں کیا جاسکتا؟ یا ہر انتخاب سے پہلے ساری جماعتیں ان اصولوں کا فیصلہ کیوں نہیں کرتی۔

دوسرے سوال ہمیں اس سچائی کی طرف توجہ مبذول کرتا ہے کہ تمام انتخابات جمہوری نہیں ہوتے۔ بڑی تعداد میں غیر جمہوری ممالک بھی انتخابات منعقد کراتے ہیں۔ درحقیقت، غیر جمہوری حکمران یا آرزو رکھتے ہیں کہ وہ خود کو جمہوری ظاہر کریں۔ وہ اس طریقہ سے انتخابات کراتے ہیں کہ ان کی حکومت خطرہ میں نہ پڑ جائے۔ کیا آپ ایسے کچھ غیر جمہوری انتخابات کی مثالیں پیش کر سکتے ہیں؟ آپ کے خیال میں، ایک جمہوری اور غیر جمہوری انتخاب میں کیا فرق ہوگا؟ اسی بات کو لیکن بنانے کے لئے کیا کرنا ہوگا کہ کسی ملک میں انتخابات جمہوری طریقہ سے کرائے جائیں؟

یہی وہ مرحلہ ہے جہاں آئین ہمارے سامنے آتا ہے۔ ایک جمہوری ملک کا آئین، انتخابات سے متعلق کچھ بنیادی اصولوں کو قائم کرتا ہے۔ اس کی تفصیلات، عام طور پر، مجلس قانون ساز سے منظور شدہ قوانین کے ذریعہ تیار کی جاتی ہیں۔ یہ بنیادی اصول درج ذیل سے متعلق ہیں:

❖ کون ووٹ دینے کا اہل ہوگا؟

❖ کون انتخاب لڑنے کا اہل ہوگا؟

❖ رائے دہندگان اپنے نمائندوں کا انتخاب کیسے کریں گے؟

❖ انتخابات کی گمراہی کس کے ذمہ ہوگی؟

❖ ووٹوں کی کتنی کس طرح ہوگی اور نمائندوں کا انتخاب کیسے ہوگا۔

بہت سے جمہوری ممالک کی طرح، آئین ہند ان تمام سوالات کے جواب دیتا ہے۔ جیسا کہ آپ دیکھ سکتے ہیں کہ پہلے تین سوالات اس یقین دہانی سے متعلق ہیں کہ انتخابات آزادانہ اور منصفانہ ہوں، تب ہی وہ جمہوری کہلانے جاسکتے ہیں۔ آخری دو سوال، منصفانہ نمائندگی سے وابستہ ہیں۔ اس باب میں انتخابات سے متعلق، آئینی دفعات کے ان دونوں پہلوؤں کا ہم مطالعہ کریں گے۔

سرگرمی

ہندوستان اور کسی دوسرے ملک کے انتخابات سے متعلق اخبارات کے تراشے جمع کیجئے۔ ان کو درج ذیل عنوانات میں تقسیم کیجئے:

(a) نمائندگی کا نظام

(b) وزیر اعلیٰ دہندہ کی اہلیت

(c) انتخابی کمیشن کا کردار

اگر آپ کے پاس انترنسیٹ کی سہولت ہے تو ایک خاص پروجیکٹ کی ویب سائٹ دیکھئے:

ایکیشن پروسیس انفارمیشن کلکشن (Election Process Information Collection) - کم از کم چار ممالک کے انتخابات کے متعلق اطلاعات جمع کیجئے۔

ہندوستان میں انتخابی نظام

مندرجہ بالا، مختلف نظام اور طریقہ انتخابات پر آپ نے فحور کیا ہوگا۔ آپ کو تجب ہوا ہوگا کہ یہ سب باتیں کس کے متعلق ہیں۔ آپ نے دیکھایا پڑھا ہوگا کہ انتخابی مہم کیسے چلائی جاتی ہے، انتخابی سرگرمی کیا ہوتی ہے۔ دراصل

باب 3: انتخاب اور نمائندگی

انتخابات منعقد کرنے کا ایک باقاعدہ نظام ہوتا ہے۔ کچھ افسران ہوتے ہیں، کیا کرنا ہے، کیا نہیں کرنا ہے، اس کے اصول ہوتے ہیں۔ کیا یہی سب انتخاب ہے؟ آپ کو تجہب ہوا ہوگا کہ آئین میں یہ سب تحریر کرنے کی کیا ضرورت تھی کہ ووٹوں کی گنتی کیسے ہوگی اور نمائندوں کا انتخاب کیسے ہوگا۔ کیا اس سے ظاہر نہیں ہے؟ لوگ جاتے ہیں اور ووٹ ڈالتے ہیں۔ جس امیدوار کو سب سے زیادہ ووٹ حاصل ہوتے ہیں، وہی امیدوار منتخب قرار دیا جاتا ہے۔ ساری دنیا میں انتخابات اسی طرح ہوتے ہیں۔ پھر اس میں غور کرنے کی کیا ضرورت ہے؟

غور کرنے کی ضرورت ہے، کیوں کہ یہ سوال اتنا آسان نہیں جتنا آسان نظر آتا ہے۔ ہمیں اپنے نظام انتخابات کی اس قدر عادت سی ہو گئی ہے کہ ہم یہی سوچتے ہیں کہ اس کے علاوہ کوئی دوسرا راستہ ہی نہیں ہو سکتا۔ ایک جمہوری انتخاب میں، عوام ووٹ کا استعمال کرتے ہیں اور اس کو ترجیح دیتے ہیں جو جیت حاصل کرے گا۔ لیکن اس کے بھی مختلف طریقے ہیں جن کے ذریعہ عوام اپنی پسند سے مختلف امیدواروں کو چون سکتے ہیں اور ان کی ترجیح یا پسند کو س طرح سے گنا جائے گا۔ کھلیل کے یہ مختلف طریقے اس فرق میں ظاہر ہوں گے کہ کون کھلیل جیتے گا۔ بعض اصول، بڑی جماعتوں کو موافق ہوں گے۔ بعض اصول چھوٹے کھلاڑیوں کے لئے منید ہوں گے۔ کچھ اصول اکثریت کے حق میں ہوں گے اور بعض اقلیت کے حق میں۔ ایک ڈرامائی مثال دیکھیں کہ یہ سب کیسے ہوتا ہے۔

سرگرمی

اپنی کلاس میں، چار نمائندوں کے انتخاب کے لئے، ایک نقلي انتخاب منعقد کیجئے۔ یہ انتخاب تین طریقوں سے کیجئے:



❖ ہر طالب علم ایک ووٹ دے سکتا ہے۔ سب سے زیادہ ووٹ حاصل کرنے والے چار افراد، منتخب قرار دیئے جائیں گے۔

❖ ہر طالب علم کے چار ووٹ ہوں گے وہ سب ایک امیدوار کو دے سکتا ہے یا میں تقسیم کر سکتا ہے۔ چار امیدوار جن کو سب سے زیادہ ووٹ حاصل ہوں گے، منتخب قرار دئے جائیں گے۔

❖ ہر ووٹ کو، امیدواروں کا ایک درجہ (Rank) دنیا ہوگا اور ان کی گنتی میں راجیہ سمجھا کے ممبران کے انتخاب کا طریقہ استعمال کیا جائے گا جس کا ذکر نیچے آئے گا۔ کیا ہر طریقہ استعمال کر کے وہی چار امیدوار جیتے جو الگ الگ طریقے سے جیتے تھے؟ اگر نہیں، تو کیا فرق تھا؟ اور کیوں؟

ہندوستانی آئین اور کام

FIRST PAST THE POST SYSTEM (FPPS)

نیچے دئے گئے اخبار کے کٹلے دیکھئے



یہ ہندوستانی جمہوریت کے ایک تاریخی لمحے کی بات کرتا ہے۔ 1984 کے لوک سمجھا انتخابات میں، کانگریس، لوک سمجھا کی 543 نشستوں (سیٹ) میں سے 415 نشستیں جیت کر، اقتدار میں آئی۔ یعنی تقریباً 80% فیصد سے زیادہ نشستیں حاصل کیں۔ ایسی کامیابی کسی سیاسی جماعت نے لوک سمجھا میں پہلے کبھی حاصل نہیں کی تھی۔ یہ انتخاب کیا ظاہر کرتا ہے؟

کانگریس کو پانچ میں سے چوتھائی نشستیں حاصل ہوئیں۔ کیا اس کے یہ معنی ہیں کہ ہر پانچ ہندوستانی رائے دہنگان میں سے چار نے اس جماعت کے لئے ووٹ دیا؟ درحقیقت نہیں۔ بیہاں دی گئی ٹیبل کو دیکھئے۔ کانگریس کو کل ووٹوں کے 48% ووٹ حاصل ہوئے۔ اس کے معنی ہیں جنہوں نے کانگریس کے ذریعہ کھڑے کئے گئے امیدواروں کے حق میں ووٹ دیا، وہ کل ووٹس یارائے دہنگان کا 48 فیصد تھے۔ پھر بھی اس جماعت کو 80 فیصد سے زیادہ نشستیں حاصل ہوئیں۔ دوسرا جماعتوں کی کارکردگی کو دیکھئے۔ بھارتیہ جنتا پارٹی کو صرف 7.4 فیصد ووٹ حاصل ہوئے اور ایک فیصد سے بھی کم نشستیں حاصل ہوئیں۔ یہ کیسے ہوا؟

50 فیصد سے کم ووٹ اور

80 فیصد سے زیادہ نشستیں!

کیا یہ غلط نہیں ہے؟ ہمارا آئین

ایسا غلط انتظام کیسے قبول

کر سکتا ہے۔

باب 3: انتخاب اور نمائندگی

**1984 کے انتخابات میں کچھ اہم سیاسی جماعتوں
کے ذریعہ حاصل کردہ ووٹ اور نشستیں**

جماعت	ووٹ (نیصد)	نشستیں
کانگریس	48.0	415
بی۔ جے۔ پی	7.4	2
جنا	6.7	10
لوک دل	5.7	3
سی۔ پی۔ آئی (ایم)	5.7	22
تیگودیم	4.1	30
ڈی۔ ایم۔ کے	2.3	2
اے۔ آئی۔ اے۔ ڈی۔ ایم۔ کے	1.6	12
اکالی دل	1.0	7
اے۔ جی۔ پی	1.0	7

یہاں سے ہوتا ہے کہ ہم نے انتخابات کا ایک مخصوص طریقہ اختیار کیا ہے۔ اس نظام کے تحت:

- ❖ ہمارا ملک 1543 انتخابی حلقوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔
- ❖ ہر انتخابی حلقة، ایک نمائندہ کا انتخاب کرتا ہے، اور
- ❖ جس امیدوار کو اپنے حلقة میں سب سے زیادہ ووٹ حاصل ہوتے ہیں وہی منتخب قرار دیا جاتا ہے۔

یہاں یہ بات قابل غور ہے کہ جس امیدوار کو، دوسرے امیدواروں کے مقابلہ میں سب سے زیادہ ووٹ حاصل ہوتے ہیں، اس کو منتخب قرار دیا جاتا ہے۔ جیتنے والے امیدوار کو، ووٹوں کی اکثریت حاصل کرنے کی ضرورت نہیں۔ اسی نظام کو First Past the Post System (FPPS) کہتے ہیں۔ انتخابی ووٹ میں جو امیدوار سب سے آگے نکل جاتا ہے اور جیت کے نشان کو سب سے پہلے پار کر لیتا ہے، وہی فاتح ہوتا ہے۔ اس طریقہ کو تشریی

ہندوستانی آئین اور کام

نظام (Popularity System) بھی کہتے ہیں۔ بھی طریقہ ہمارے آئین نے تجویز کیا ہے۔

اب ہم واپس اپنی مثال کی طرف جائیں۔ کانگریس کوکل ووٹوں میں حصہ داری کے مقابلہ نشستیں زیادہ حاصل ہوئیں کیوں کہ بہت سے انتخابی حلقوں میں، جہاں سے اس جماعت کے امیدوار کامیاب ہوئے، انہیں 50 فیصد سے بھی کم ووٹ حاصل ہوئے۔ اگر بہت سے امیدوار ہیں تو ہارے والے امیدواروں کو جو ووٹ حاصل ہوئے، وہ بے کار ہو گئے۔ کیوں کہ ان ووٹوں کی وجہ سے ہارنے والی جماعت یا امیدواروں کو کوئی نشست نہیں مل سکی۔ فرض کیجئے ایک جماعت کو ہر ایک حلقة میں صرف 25 فیصد ووٹ حاصل ہوئے اور دوسروں کو اس سے بھی کم ووٹ ملے۔ اس کیس میں، جماعت صرف 25 فیصد ووٹوں کی بنا پر بھی تمام نشستیں جیت سکتی تھی یا اس سے بھی کم ووٹ پر۔

متناسب نمائندگی (Proportional Representation (PR)

اب ہم اس کا مقابلہ، اسرائیل کے انتخابات سے کریں جہاں ایک مختلف نظام انتخاب اپنایا گیا ہے۔ اسرائیل میں، جب ووٹوں کی کنتی ہوتی ہے تو ہر جماعت (پارٹی) کو پارلیمنٹ میں مقرر کردہ نشستوں کا حصہ، اس کے ووٹوں کی مناسبت سے دیا جاتا ہے (باکس دیکھئے)۔ ایکشن سے پہلے جس ترجیحی فہرست (Preference List) اعلان کیا جاتا ہے، ہر جماعت اسی فہرست میں سے امیدواروں کو اٹھا کر، نامزد کرتی ہے۔ انتخاب کے اس نظام کو متناسب نمائندگی کا نام لیا جاتا ہے۔ اسی نظام میں، ہر جماعت کو ووٹوں کی مناسبت سے متناسب نشستیں دی جاتی ہیں۔

متناسب نمائندگی کے نظام میں دو قسمیں ہیں۔ بعض ممالک جیسے اسرائیل یا نیدرلینڈز میں پورے ملک کو ایک انتخابی حلقة تسلیم کیا جاتا ہے اور ہر جماعت کو، قومی ایکشن یا انتخاب میں اس کے ووٹوں کے حصہ کی مناسبت سے نشستیں دی جاتی ہیں۔ دوسرا طریقہ یہ ہے کہ پورے ملک کو

پاپ 3: انتخاب اور نمائندگی
کثیر امیدواروں کے حلقوں میں تقسیم کر دیا جاتا ہے، جیسے ارجمند اور پرنسپل۔ ہر جماعت، ہر حلقة کے لئے امیدواروں کی ایک فہرست تیار کرتی ہے جو اس بات پر منحصر ہوتا ہے کہ اس حلقة سے کتنے امیدواروں کا انتخاب ہونا ہے۔ ان دونوں قسم کے نظام میں، رائے دہنگان جماعت

اسرائیل میں مناسب نمائندگی۔ (PR)

اسرائیل میں انتخاب کا مناسب نمائندگی نظام اختیار کیا گیا ہے۔ مجلس قانون ساز نیسیٹ (Knesset) کے ہر چار سال میں ایک بار انتخابات ہوتے ہیں۔ ہر جماعت اپنے امیدواروں کی فہرست کا اعلان کرتی ہے، لیکن رائے دہنگان جماعت کو ووٹ دیتے ہیں، امیدواروں کو نہیں۔ اس جماعت کو جس قدر ووٹ ملتے ہیں، اسی کے نسب سے نشیں دی جاتی ہیں۔ اسی وجہ سے چھوٹی سے چھوٹی جماعت کو بھی مجلس قانون ساز میں نمائندگی حاصل ہو جاتی ہے۔ (کسی بھی جماعت کو مجلس قانون ساز میں نشست حاصل کرنے کے لئے کم از کم 1.5 فیصد ووٹ حاصل کرنے چاہیں) اسی وجہ سے اکثر مخلوط حکومت بنائی جاتی ہے۔

درج ذیل ٹیبل ظاہر کرتی ہے کہ 2003 کے نیسیٹ کے انتخابات کے نتائج کیا تھے۔ اس کی بنا پر، آپ کو معلوم ہو گا کس جماعت کو، اس ایکشن یا انتخاب میں کتنے فیصد ووٹ حاصل ہوئے۔



یہ بہت الجھا دینے والا ہے!
محبھی کیسے معلوم ہو گا کہ
میرا ممبر پارلیمنٹ یا
ایم ایل اے کون ہے؟ اگر
محبھے کوئی کام ہو تو میں
کس کے پاس جاؤں؟

پارٹی / نشستیں	نشستوں	نشستوں میں حصہ داری	ووٹوں میں حصہ داری
لیکود	37		
شاس	11		
نیشنل یونین	7		
نیشنل یونین پارٹی	5		
UTJ	5		
اسرائیل بعالیہ	2		
لیبر	19		
شیبوئی	15		
عرب جماعتیں	9		
میریٹر	6		
ام ایجاد	4		
گل نشستیں	120		

ہندوستانی آئین اور کام

کوفیقیت دیتے ہیں نہ کہ امیدوار کو۔ کسی جماعت کو کتنے ووٹ حاصل ہوئے، اسی کی بنا پر اس کو نشیں دی جاتی ہیں۔ اس طرح کسی ایک انتخابی حلقہ کے امیدوار مختلف جماعتوں سے ہو سکتے ہیں۔ ہندوستان میں ہم نے، بالواسطہ انتخابات کے لئے اس طریقہ کو مدد دیا ہے۔ صدر جمہوریہ، نائب صدر جمہوریہ اور راجیہ سبھا، ودھان پریشدوں کے انتخابات کے لئے، آئین ہند، ایک تیسرا، پیچیدہ متناسب نمائندگی کا نظام تجویز کرتا ہے۔

PR اور FPTP نظام کا مقابلہ

PR

بڑے جغرافیائی علاقوں کی نمائندگی انتخابی حلقوں کے طور پر کی جاتی ہے۔ پورا ملک بھی ایک انتخابی حلقہ ہو سکتا ہے۔

ایک انتخابی حلقہ سے، ایک سے زیادہ نمائندوں کا انتخاب کیا جاتا ہے۔ رائے دہنگان، جماعت کے لئے ووٹ دیتے ہیں۔

ہر جماعت کو حاصل شدہ ووٹوں کے تناوب سے، مجلس قانون ساز میں نشیں ملتی ہیں۔

جو امیدوار انتخاب میں جیت حاصل کرتا ہے اس کو اکثریتی ووٹ حاصل ہوتے ہیں۔

مثالیں: اسرائیل۔ نیو لینڈ۔

FPTP

ملک کو چھوٹی جغرافیائی اکائیوں میں تقسیم کر دیا جاتا ہے جن کو انتخابی حلقتے یا ضلعے کہا جاتا ہے۔ ہر انتخابی حلقہ، ایک نمائندہ کا انتخاب کرتا ہے۔

رائے دہنگان ایک امیدوار کے لئے ووٹ دیتے ہیں۔

ایک جماعت کو مجلس قانون ساز میں نشیں ووٹوں کے مقابلہ، زیادہ مل سکتی ہیں۔ جو امیدوار انتخاب میں جیت حاصل کرتا ہے اس کو اکثریتی ($50\% + 1$) ووٹ حاصل نہیں بھی ہو سکتے۔

مثالیں: انگلینڈ، ہندوستان

راجیہ سبھا انتخابات میں PR نظام کیسے کام کرتا ہے

متناسب نمائندگی (PR) کی ایک تیسرا فرم (STV)

باب 3: انتخاب اور نمائندگی

نظام یعنی واحد قبل منتقل ووٹ نظام، راجیہ سمجھا کے انتخابات میں استعمال ہوتا ہے۔ راجیہ سمجھا میں ہر ریاست کا ایک مخصوص کوٹھ ہے۔ متعلقہ ریاستی مجلس قانون ساز کے ذریعہ، ممبران کا انتخاب ہوتا ہے۔ اس ریاست میں ووٹ یارائے دہنگان۔ ایم ایل اے ہوتے ہیں۔ ہر رائے دہنگہ کو اپنی مرتبی سے نمائندوں کو ترجیح کا درج (Rank) دینا ہوتا ہے۔ فاتح قرار دیئے جانے کے لئے، ایک امیدوار کو ووٹوں کی ایک کم از کم تعداد یعنی کوٹھ پورا کرنا ضروری ہے جو اس فارمولہ سے طے ہوتا ہے:

$$\left(\frac{\text{کل ڈالے گئے}}{\text{ووٹ امیدواروں کی تعداد جن کا انتخاب ہونا ہے}} \right)^{1+}$$

مثال کے طور پر، اگر راجستھان کے 200 ایم ایل اے کو راجیہ سمجھا کے 4 ممبران کا انتخاب کرنا ہے تو جتنے والے امیدوار کو چاہئے 4 ($40+1=40/4+1=4$) ووٹ۔ ووٹوں کی گنتی اس بنیاد پر ہوتی ہے کہ کس امیدوار کو پہلی ترجیح دی گئی۔ پہلی ترجیح والے تمام ووٹوں کو گنتی کرنے کے بعد بھی اگر مطلوبہ تعداد میں ممبران کا انتخاب نہ ہو تو سب سے کم ووٹ حاصل کرنے والے امیدواروں کے ووٹ ختم کر کے، دوسرے نمبر کی ترجیح حاصل کرنے والے امیدواروں کو منتقل کر دیئے جاتے ہیں۔ یہ عمل اس وقت تک جاری رہتا ہے جب تک مطلوبہ تعداد میں امیدواروں کا انتخاب نہ ہو جائے۔

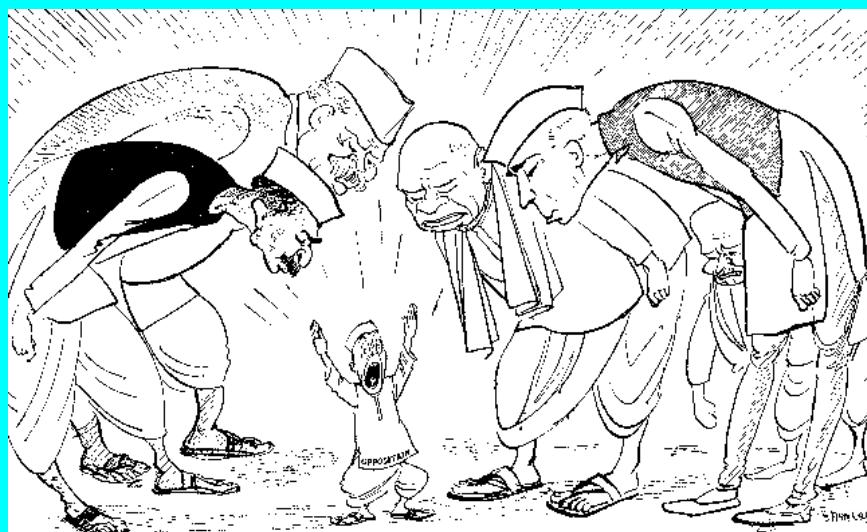
ہندوستان نے FPTP نظام کیوں اختیار کیا ہے؟

اس کے جواب کا انداز کرنا مشکل نہیں ہے۔ اگر آپ نے راجیہ سمجھا کے انتخابات کی تفصیل پیش کرنے والے باس کا غور سے مطالعہ کیا ہے تو آپ نے دھیان دیا ہو گا کہ یہ ایک پیچیدہ نظام ہے جو ایک چھوٹے ملک میں ہی کام کر سکتا ہے۔ لیکن ایک برصغیر جیسے ملک ہندوستان میں اس کے لئے کام کرنا مشکل ہو گا۔ FPTP نظام کی مقبولیت اور کامیابی کی وجہ اس کی سادگی ہے۔ ایک عام ووٹ جس کو سیاست اور انتخابات کا کوئی علم نہیں، اس کے لئے بھی پورے انتخابی نظام کو سمجھنا نہایت آسان ہے۔ انتخابات کے وقت، رائے دہنگان کے سامنے ایک صاف اور واضح

ہندوستانی آئین اور کام

پسند کی گنجائش ہوتی ہے۔ ان کو صرف ایک جماعت یا امیدوار کو ووٹ دینا ہوتا ہے۔ اصلی سیاست کی نوعیت کے مدنظر رائے دہنگان جماعت کو یا امیدوار کو زیادہ اہمیت دے سکتے ہیں یا دونوں میں توازن رکھ سکتے ہیں۔ FPTP نظام رائے دہنگان کو جماعتوں کے درمیان اور امیدواروں کے درمیان انتخاب کی کافی گنجائش مہیا کرتا ہے۔ دوسرے انتخابی نظاموں میں، خاص طور سے PR نظام میں، رائے دہنگان کو، جماعت کی فہرست کی بنیاد پر، کسی امیدوار کو ووٹ دینے کے لئے کہا جاتا ہے۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ کسی ایک علاقہ کے لئے کوئی ایک نمائندہ نہیں ہوتا ہے جو اس علاقہ کی نمائندگی کرے۔ انتخابی حلقہ پر محض FPTP نظام میں، رائے دہنگان کو معلوم ہوتا ہے کہ ان کا نمائندہ کون ہے اور کس کو وہ جواب دہ مانتے ہیں۔

ایک کارٹون پڑھئے



حکمران جماعت کے ممبران، چھوٹی سی اپوزیشن کی بات سننے کی کوشش کر رہے ہیں۔ کیا یہ ہمارے انتخابی نظام کا اثر تھا؟

اس سے بھی زیادہ اہم بات یہ ہے کہ ہمارے آئین ساز محسوس کرتے تھے کہ ایک پارلیمانی نظام میں، PR پر بنی انتخابی نظام، ایک مضبوط اور پائیدار حکومت نہیں دے سکتا۔ آپ عاملہ کے پارلیمانی نظام کے متعلق اگلے باب میں مطالعہ کریں گے۔ اس نظام میں، عاملہ کو مجلس قانون ساز میں اکثریت کی ضرورت ہوتی ہے۔ آپ غور کریں

باب 3: انتخاب اور نمائندگی
گے کہ PR نظام ایک واضح اکثریت پیدا نہیں کر سکتا کیوں کہ مجلس قانون ساز میں نشستوں کی تقسیم، ووٹوں کے تناوب کی بنابر ہو گی۔

اپنی معلومات چیک کیجئے

یہاں 1996 میں تالیف نادو کی مجلس قانون ساز کے انتخابات کے درج تاریخ درج ہیں۔

❖ اس بیل کی تشکیل کیا ہوتی اگر اسرائیل کے طرز پر یہاں PR نظام قائم ہوتا؟

❖ کس جماعت کو اکثریت حاصل ہوتی؟

❖ کون حکومت کی تشکیل کرتا؟

❖ اس نظام کا سیاسی جماعتوں کے باہمی تعلقات پر کیا اثر پڑتا؟

کل نشستیں 234			
جماعتی نظام	ووٹ	نشستیں	PR میں نشستیں
ڈی-ایم-کے	42.1	173	
اے-آلی-اے-ڈی-ایم-کے	21.5	4	
کانگریس	5.6	-	
سی-پی-آلی	2.1	8	
سی-پی-آلی (ایم)	1.7	1	
ٹی-ایم-سی	9.3	39	
پی-ایم-کے	3.8	4	
دوسرے اور آزاد امیدوار	13.9	5	

FPTP نظام، عام طور پر سب سے بڑی جماعت یا مغلوط جماعت کو کچھ زائد نشستیں بونس کے طور پر ووٹوں میں ان کے حصہ سے زائد دیتا ہے۔ اس طرح یہ نظام پارلیمانی حکومت کو اچھی طرح اور موثر طریقہ سے حکومت چلانے کے لئے، پائیدار حکومت کی سہولت مہیا کرتا ہے۔ آخری بات، یہ نظام، ایک علاقہ کے مختلف معاشرتی

گروہوں کے لوگوں کو ایک دوسرے کے ساتھ مل کر انتخاب جیتنے کا موقع دیتا ہے۔ ایک متنوع ملک ہندوستان میں، PR نظام ہر برادری کو اپنی قومی سطح پر الگ جماعت بنانے کا موقع دیتا۔ شاید یہ ہمارے آئین سازوں کے ذہن میں کہیں تھا۔

آئین کے عملی نتیجہ سے، آئین سازوں کی توقعات کی تعداد یقین ہوتی ہے۔ FPTP نظام نہایت سادہ اور عام رائے دہندگان کے لئے جانا پچانا ثابت ہوا ہے۔ اس نے بڑی جماعتوں کو مرکز میں واضح اکثریت حاصل کرنے میں مدد کی اور ریاستی سطح پر بھی۔ اس نے سیاسی جماعتوں کی حوصلہ لٹکنی کی تاکہ وہ کسی ایک مخصوص ذات یا نہیں براذری کے تمام ووٹ حاصل نہ کر سکیں۔ عام طور پر، FPTP کی کارکردگی کے نتیجے میں دو جماعتی نظام ابھر کر سامنے آتا ہے۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ اگر طاقت کی جدوجہد میں دو بڑے مقابل میدان میں ہیں، تو باری باری دونوں کو اقتدار میں آنے کا موقع ملتا ہے۔ نئی جماعتوں یا کسی تیسرا جماعت کے لئے اس مقابلہ میں شریک ہونا اور اقتدار میں حصہ حاصل کرنا مشکل ہوتا ہے۔ اس حوالہ سے، FPTP کا تجربہ ہندوستان میں تدریجی مخالف رہا ہے۔ آزادی کے بعد، اگرچہ ہم نے FPTP نظام اختیار کیا لیکن یہاں ایک جماعت کا غالبہ رہا اور اس کے ساتھ، چھوٹی جماعتوں کے وجود میں آئیں۔ 1989 کے بعد، ہندوستان نے کثیر جماعتی مخلوط حکومت کی کارکردگی کا تجربہ کیا۔ اسی کے ساتھ، آہستہ آہستہ، بہت سی ریاستوں میں دو جماعتی مقابلہ بھی ابھرنا لیکن ہندوستان کے جماعتی نظام کا سب سے ممتاز پہلو یہ ہے کہ مخلوط حکومت نے، چھوٹی اور نئی جماعتوں کو انتخابی سیاست میں داخل ہونے کا موقع دیا۔ اگرچہ یہاں FPTP نظام ہے۔

انتخابی حلقوں کا ریزرویشن

ہم نے دیکھا کہ، جو امیدوار کسی انتخابی حلقة میں سب سے زیادہ، ووٹ حاصل کرتا ہے، کامیاب قرار دیا جاتا ہے۔ اس سے اکثر چھوٹے معاشرتی گروہوں کو نقصان پہنچتا ہے۔ یہ ہندوستان معاشرتی پس منظر میں اور بھی زیادہ اہم ہے۔ ہماری تاریخ ذات پات پر می امتیاز کی تاریخ ہے۔ ایسے معاشرتی نظام میں، FPTP نظام کے یہ معنی ہو سکتے ہیں کہ غالب معاشرتی گروہ اور ذا تیں ہر جگہ انتخابات جیت لیں۔ محروم پس ماندہ گروہ کی مسلسل عدم نمائندگی چلتی رہے۔ ہمارے آئین ساز اس مشکل سے بخوبی واقف تھے اور اس ضرورت کو سمجھتے تھے کہ محروم معاشرتی طبقوں کو مناسب اور منصفانہ نمائندگی دلائی جائے۔

باب 3: انتخاب اور نمائندگی

اس مسئلہ پر آزادی سے پہلے بھی بحث ہوئی۔ اور برطانوی حکومت نے فرقہ وارانہ یا ”علاحدہ رائے دہنگان کی جماعت“ کا طریقہ شروع کیا۔ اس نظام کے معنی تھے کہ ایک مخصوص برادری سے تعلق رکھنے والے

”علاحدہ رائے دہنگان کی جماعت، ہندوستان کے لئے ایک لعنت ہے۔ اس نے ملک کو ناقابلٰ تباہی نقصان پہنچایا ہے.... علاحدہ رائے دہنگان کی جماعت نے ہماری ترقی میں رکاوٹ ڈالی ہے..... ہم (مسلمان) قوم کے اندر خصم ہونا چاہتے ہیں۔ خدا کے لئے، مسلمانوں کے لئے ریزرویشن سے اپنے ہاتھوں کو روک لیجئے۔

تجھل حسین

CAD, Vol. VIII P-333

رائے دہنگان اپنی ہی برادری کے امیدوار کا انتخاب کرنے کے اہل ہوں گے۔ آئین ساز مجلس میں بہت سے ممبران نے اندیشہ ظاہر کیا کہ یہ نظام ہمارے مقاصد کے لئے مناسب نہیں ہے۔ لہذا، یہ فیصلہ کیا گیا کہ انتخابی حلقوں کے ریزرویشن کا طریقہ اختیار کیا جائے۔ اس نظام میں، ایک انتخابی حلقة میں تمام رائے دہنگان، ووٹ دینے کے اہل ہوتے ہیں لیکن اس حلقة کے امیدوار کسی ایک مخصوص برادری یا سماجی طبقہ سے تعلق رکھتے ہیں جس ذات یا برادری کے لئے اس نشست یا حلقة کو محفوظ قرار دیا گیا ہو۔

کچھ ایسے معاشرتی گروہ بھی ہیں جو پورے ملک میں پھیلے ہوئے ہیں۔ ایک خاص انتخابی حلقة میں ان کی تعداد، کسی امیدوار کو جیت دلانے کے لئے کافی نہیں ہو سکتی۔ البته، اگر پورے ملک میں ان کی تعداد کا لحاظ کیا جائے تو ایک خاصاً گروہ بن جائے گا جس کو مناسب نمائندگی ملنی چاہئے، ایسے میں ریزرویشن ضروری نظر آتا ہے۔ درج فہرست ذاتوں اور درج فہرست قبائل کے لئے، لوک سمجھا اور ریاستی مجلس قانون ساز میں نشستیں ریزرو کرنے کی آئینے نے سہولت دی ہے۔ ابتداء میں یہ دفعہ، دس سال کے لئے اختیار کی گئی تھی لیکن لگاتار ترمیمات کے ذریعہ، اس کی مدت 2010 تک بڑھادی گئی ہے۔ اس کی مزید توسعے کے لئے، پارلیمنٹ فیصلہ کر سکتی ہے کہ کس وقت اس کی موجودہ مدت ختم کی جائے۔ ان دونوں طبقوں کی ہندوستان میں کل آبادی کی مناسبت سے ریزرویشن کیا گیا ہے۔ اس وقت، لوک سمجھا کی 543 منتخب نشتوں میں سے 79 درج فہرست ذاتوں کے لئے اور 14 درج فہرست قبائل کے لئے ریزرو ہیں۔

لیکن میں یہاں ہندوستان کے آدی واسیوں کی طرف سے چند باتیں کہنے آیا ہوں.....ماضی میں، بڑی سیاسی جماعتوں، برلنی حکومت اور ہر باشور ہندوستانی شہری کی مہربانیوں سے ہمیں علاحدہ رکھا گیا جیسے ہم کسی چڑیا گھر میں ہیں.....ہم آپ کے ساتھ مل جانا چاہتے ہیں اور اسی وجہ سے،.....ہم اس بات پر زور دیتے ہیں کہ جہاں تک ریاستی مجلس قانون ساز ہیں ہمیں ریزرویشن دیا جائے۔ ہم نے علاحدہ رائے دہنگی کا مطالبہ نہیں کیا۔ 1935ء کے قانون کے تحت، ہندوستان کی تمام مجلس قانون ساز میں 1585ء میں سے صرف 24 آدی واسی ایم ایل اے تھے اور مرکز میں ایک بھی نمائندہ نہیں تھا۔

بے پال سنگھ

CAD, Vol. V, p. 226

یہ فیصلہ کون کرتا ہے کہ کون سا انتخابی حلقہ ریزرو کیا جائے گا۔ یہ فیصلہ کس بنیاد پر کیا جاتا ہے؟ یہ فیصلہ ایک آزاد کمیشن کرتا ہے جس کا نام ہے ڈی لمیٹیشن کمیشن (Delimitation Commission)۔ اس کمیشن کا تقریب صدر جمہور یہ کرتا ہے اور یہ ہندوستان کے انتخابی کمیشن کے تعاون سے کام کرتا ہے۔ پورے ملک میں، انتخابی حقوقوں کی سرحدیں یا دائرے طے کرنا اس کا خاص کام ہے۔ کسی ریاست میں، درج فہرست ذاتوں اور درج فہرست قبائل کی آبادی کے تناوب سے نشستیں ریزرو کی جاتی ہیں۔ دائرے طے کرنے کے بعد، یہ کمیشن ہر انتخابی حلقہ میں آبادی کی تشکیل پر غور کرتا ہے۔ جن انتخابی حقوقوں میں سب زیادہ درج فہرست قبائل کی آبادی ہے، وہ حلقہ درج فہرست قبائل کے لئے محفوظ کر دیا جاتا ہے۔ اسی طرح، جس حلقہ میں کسی درج فہرست ذات کی زیادہ آبادی ہے، وہ انتخابی حلقہ اس ذات کے لئے ریزرو کر دیا جاتا ہے۔ مختلف ریاستوں میں پھیلی درج فہرست ذاتوں کی مجموعی آبادی کا بھی خیال کیا جاتا ہے۔ اس لئے یہ انتخابی حلقے پورے ملک میں پھیلے ہوئے ہیں، کیوں کہ ان کی آبادی بھی پورے ملک میں پھیلی ہوئی ہے۔ جب بھی نئی سرحدیں یا دائرے قائم کرنے کا کام دوبارہ کیا جاتا ہے، تب ان محفوظ انتخابی حقوقوں کو باری باری تبدیل کر دیا جاتا ہے۔

دوسرے محروم طبقوں کے لئے آئین اس طرح کا کوئی ریزرویشن مہیا نہیں کرتا۔ کافی دنوں سے یہ مطالبہ کیا

باب 3: انتخاب اور نمائندگی

جاتا رہا ہے کہ لوک سمجھا اور ریاستی مجلس قانون ساز میں خواتین کے لئے بھی ریزرویشن دیا جائے۔ اس کے پس منظر یہ حقیقت کا فرمایا ہے کہ ان نمائندہ انجمنوں میں خواتین کی تعداد بہت کم ہے، لہذا ان کے لئے ایک تہائی نشتوں کو ریزروکرنے کا مطالبہ زور پکڑ رہا ہے۔ دیہی اور شہروں کے مقامی اداروں میں ان کے لئے نشتوں کا تحفظ ہوا ہے۔ اس کے متعلق ہم، مقامی حکومتوں کے باب میں پڑھیں گے۔ لوک سمجھا اور ودھان سمجھا میں اس طرح کے ریزرویشن کے لئے پارلیمنٹ کو آئین میں ترمیم کرنا ہوگی۔ اس طرح کی ترمیم کی بار پارلیمنٹ میں پیش کی گئی لیکن منظور نہیں ہوئی۔

آزاد اور منصفانہ انتخابات

کسی انتخابی نظام کا اصلی امتحان اس کے ذریعہ منعقد کرائے جانے والے آزاد اور منصفانہ انتخابات میں ہوتا ہے۔ اگر ہم جمہوریت کو زمینی حقیقت میں تبدیل کرنا چاہیں تو یہ اہم ہو جاتا ہے کہ انتخابات غیر جانب دارانہ اور صاف شفاف ہوں۔ انتخابی نظام رائے دہندرہ کو اجازت دے کہ انتخابی نتائج کے ذریعہ اس کی توقعات کا جائز اظہار ہو سکے۔



کیا میں بالغ ہوں یا نہیں ہوں؟ میں اس قدر سمجھے دار ہوں کہ اپنا مستقبل خود طے کر سکتی ہوں، اتنی بڑی ہوں کہ ڈرائیونگ لائنس لے سکتی ہوں لیکن ووٹ دینے کی اہل نہیں ہوں! اگر مجھے پر قانون نافذ ہوں کیا میں طے نہیں کر سکتی کہ قانون کون بنائے گا؟

اپنی معلومات چیک کیجئے

ہندوستان کی آبادی میں مسلمانوں کا تاسیب تقریباً 13.5 فیصد ہے، لیکن لوک سمجھا میں مسلم ممبران کی تعداد عام طور پر 6 فیصد سے بھی کم رہی ہے، یعنی ان کی آبادی کے حصہ سے آدھے سے بھی کم۔ یہی صورت حال تقریباً تمام ریاستی مجلس قانون ساز میں بھی ہے۔ تین طالب علموں نے اس پچائی سے تین مختلف متاثر اخذ کئے۔ لکھنے آپ ان میں کس سے اتفاق کرتے ہیں اور کس سے اتفاق نہیں کرتے اور کیوں۔

ہلال : یہ FTP نظام کے غیر منصفانہ پہلو کو ظاہر کرتا ہے۔ اس کی بجائے ہمیں PR نظام اختیار کرنا چاہئے تھا۔

عارف : یہ درج فہرست ذاتوں اور قابل کے لئے ریزرویشن دینے کی دانش مندی ظاہر کرتا ہے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ جس طرح درج فہرست ذاتوں اور قابل کو ریزرویشن دیا گیا ہے اسی طرح مسلمانوں کو بھی دیا جائے۔

صبا : مسلمانوں کے متعلق مجموعی طور پر بات کرنے کا کوئی نکتہ ہے ہی نہیں۔

ان نظاموں میں سے کسی بھی نظام
میں مسلمان عورتوں کو کچھ حاصل
ہونے والا نہیں ہے۔ ہمیں مسلمان
عورتوں کے لئے الگ کوٹھے ملنا
چاہئے۔

حق رائے دہی اور انتخاب لٹنے کا حق

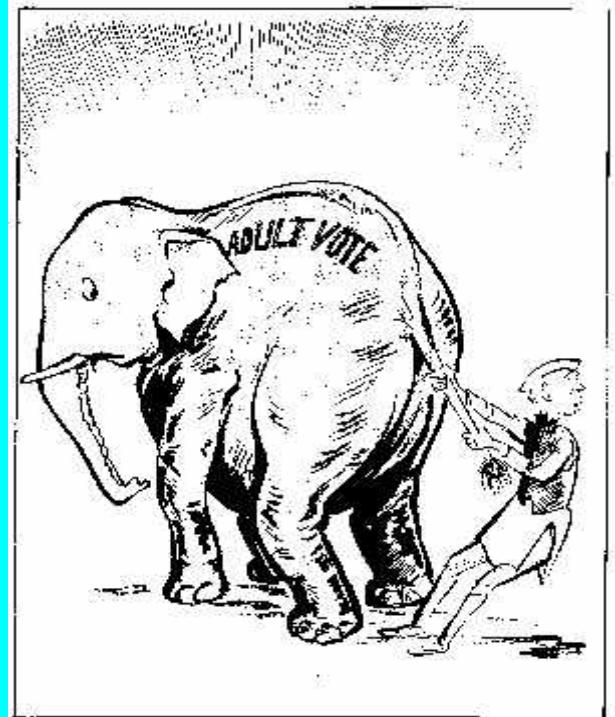
انتخابات کا طریقہ طے کرنے کے علاوہ آئین
نے انتخابات سے متعلق دو بنیادی سوالات کے
جواب بھی دیے ہیں۔ رائے دہندگان (ووٹر)
کون ہیں؟ کون انتخابات لڑ سکتا ہے۔ ان
دو نوں معاملات میں ہمارا آئین، اچھی طرح
طے شدہ جمہوری عمل کو اختیار کرتا ہے۔

آپ کو پہلے سے ہی معلوم ہے کہ جمہوری
انتخابات میں، کسی ملک کے تمام بالغ
شہری، انتخابات میں ووٹ ڈالنے کے اہل
ہوتے ہیں۔ اس کو حق رائے دہندگی

بالغان (Universal Adult Franchise) کہا جاتا ہے۔ بہت سے مالک میں، اس حق کو حاصل کرنے
کے لئے شہریوں کو اپنے حکمرانوں سے طویل بڑائی لڑنی پڑی۔ بہت سے ممالک میں، خواتین کو یہ حق بہت
دیر سے ملا اور وہ بھی جدوجہد کے بعد۔ آئین سازوں کا ایک اہم فیصلہ یہ تھا کہ ہندوستان کے ہر بالغ شہری کو
رائے دہندگی کا حق دیا جائے۔

1989 تک، ایک بالغ ہندوستانی کے معنی تھے، 21 سال سے زیادہ عمر کا ہندوستانی شہری۔ 1989 میں،
آئین میں ایک ترمیم کے ذریعہ ابیت کی عمر 18 سال کر دی گئی۔ حق رائے دہندگی بالغان یقین دلاتا ہے کہ تمام

ایک کارٹون پڑھئے



باب 3: انتخاب اور نمائندگی

شہریوں کو اپنے نمائندوں کے انتخاب میں حصہ لینے کا مسامدی حق حاصل ہے۔ یہ اصول مساوات اور عدم امتیاز کے عین مطابق ہے، جن کا ہم نے حقوق کے باب میں مطالعہ کیا۔ بہت سے لوگوں کا خیال تھا اور اب بھی ہے کہ ہر شخص کو رائے دہندگی کا حق، بغیر تعلیمی صلاحیت کے، دے دینا درست نہیں تھا۔ لیکن ہمارے آئین سازوں کو شہریوں کی قابلیت اور اہلیت پر پورا بھروسہ تھا جس کی بنابر وہ مساوات کے ساتھ یہ طے کر سکتے تھے کہ سماج، ملک اور ان کے انتخابی حلقوں کے لئے کیا اچھا ہے۔

حق رائے دہندگی کے متعلق جو سچائی ہے، وہی انتخاب لڑنے کے حق کے متعلق بھی سچ ہے۔ تمام شہریوں کو انتخاب میں کھڑا ہونے اور عوام کا نمائندہ منتخب ہونے کا حق حاصل ہے۔ البتہ، انتخاب لڑنے کے لئے مختلف عمر درکار ہے۔ مثال کے طور پر، لوگ سچایا ریاستی مجلس قانون ساز کے لئے، امیدوار کی عمر 25 سال سے کم نہیں ہونی چاہئے۔ کچھ اور پابندیاں بھی ہیں جیسے ایک قانونی دفعہ یہ ہے کہ جو کوئی کسی جرم کے سلسلہ میں دو یادوں سال سے زیادہ قید کاٹ چکا ہو، وہ انتخاب لڑنے کا اہل نہیں ہے۔ لیکن آدمی تعلیم یا طبقہ یا جنس کی، انتخاب لڑنے پر کوئی پابندی نہیں ہے۔ اس معنی میں، ہمارا انتخابی نظام تمام شہریوں کے لئے کھلا ہے۔

آزاد انتخابی کمیشن

ہندوستان میں، آزاد اور منصفانہ انتخابی نظام عمل کو یقینی بنانے کے لئے بہت سی کوششیں کی گئی ہیں۔ ان میں سے سب سے اہم کوشش، ایک آزاد انتخابی کمیشن کا قیام ”انتخابات کی نگرانی اور انعقاد“ کے لئے ہوئی ہے۔ کیا آپ جانتے ہیں کہ بہت سے ممالک میں، انتخابات منعقد کرنے کے لئے، آزاد مشینی موجود نہیں ہے۔

دفعہ (1) 324

”اس آئین کے تحت پارلیمنٹ اور ہر ریاست کی مجلس قانون ساز کے لئے ہونے والے تمام انتخابات اور نائب صدر کے عہدوں کے انتخابات کی انتخابی فہرستوں کی تیاری اور ان کے انعقاد کا اہتمام، ہدایت اور نگرانی ایک کمیشن پر مرکوز ہوگی (جس کو اس آئین میں انتخابی کمیشن کہا گیا ہے)۔“

ہندوستانی آئین اور کام

آئین ہند کی دفعہ 324، ہندوستان میں ”انتخابات کی نگرانی، ہدایت، انتخابی فہرستوں کی تیاری اور انتخابات کے انعقاد“ کے لئے ایک آزاد خود مختار انتخابی کمیشن مہیا کرتی ہے۔ آئین کے یہ الفاظ نہایت اہم ہیں کیونکہ وہ انتخابی کمیشن کو، انتخابات سے متعلق تمام اختیارات عطا کرتے ہیں۔ پریم کورٹ نے بھی آئین کی اس تشریع سے اتفاق کیا ہے۔

انتخابابی کمیشن کی مدد کے لئے ہر ریاست میں ایک چیف انتخابی کمشنر ہوتا ہے۔ انتخابی کمیشن، مقامی اداروں کے، انتخابات کے لئے ذمہ دار ہیں ہوتا ہے۔ جیسا کہ ہم مقامی حکومتوں کے باب میں مطالعہ کریں گے، ریاستی انتخابی کمشنر، انتخابی کمیشن ہند سے قطعی آزاد ہوتے ہیں اور ان کا اپنا دائرہ عمل ہے۔

انتخابابی کمیشن ہند یک نفری (ایک ممبر) یا کثیر نفری ہو سکتا ہے۔ 1989 تک، انتخابی کمیشن میں ایک ہی ممبر ہوتا تھا۔ 1989 کے عام انتخابات سے کچھ پہلے، دو انتخابی کمشنر مزید مقرر کئے گئے جس سے یہ ادارہ کثیر نفری ہو گیا۔ انتخابات کے فوراً بعد، انتخابی کمیشن نے پھر اپنی پرانی حیثیت اختیار کر لی۔ 1993 میں پھر دو اضافی انتخابی کمشنر مقرر کئے گئے اور کمیشن دوبارہ کثیر نفری ہو گیا۔ اور اب تک ایسا ہی ہے۔ ابتداء میں کثیر نفری کمیشن سے متعلق بہت سے اندیشے تھے۔ اس وقت کے چیف انتخابی کمشنر اور دو انتخابی کمشنروں کے درمیان کافی اختلاف رائے تھا کہ کس کے پاس کتنے اختیارات ہیں۔ اس معاملہ کو پریم کورٹ نے حل کیا۔ اب عام رائے یہی ہے کہ کمیشن میں کئی ممبران ہونے چاہئیں تاکہ اختیارات کی زیادہ بہتر شکر کت ہو سکے اور زیادہ جواب دی جی۔

چیف انتخابی کمشنر (CEC) انتخابی کمیشن کی صدارت کرتا ہے۔ لیکن دوسرے کمشنر ممبران سے اس کے اختیارات زیادہ نہیں ہوتے۔ انتخابات سے متعلق فیصلے مجموعی طور پر CEC اور دوسرے ممبران مساوی اساختیارات کی بنا پر کرتے ہیں۔

ان کا انتخاب صدر جمہوریہ، وزارتی کوشل کے مشورہ پر کرتا ہے۔ لہذا یہ ممکن ہے کہ حکمران جماعت کمیشن میں تقریبی کے لئے انتخاب جانب دارانہ کرائے تاکہ وہ انتخابات کے دوران



کیا اس کا فیصلہ ہو گیا ہے؟ یا پھر حکومت یا کنقری انتخابی کمیشن کی طرف واپس جاسکتی ہے؟ کیا آئین اس کھیل کی اجازت دیتا ہے؟

باب 3: انتخاب اور نمائندگی
اس جماعت کی حمایت کر سکے۔ اسی اندیشے کی بنا پر، بہت سے لوگ تجویز کرتے ہیں کہ اس طریقہ کا روبدل دیا جائے۔ بہت سے لوگوں نے تجویز کیا ہے کہ ایک مختلف طریقہ اختیار کیا جائے جس میں CEC اور انتخابی کمشنوں

مخصوص اکثریت

مخصوص اکثریت کے معنی ہیں:

❖ ایوان میں حاضر اور رائے شماری میں حصہ لینے والوں کی دو تہائی اکثریت، اور

❖ ایوان کے کل ممبران کی سادہ اکثریت۔

آئیے ہم یہ کہیں کہ آپ کو اپنی کلاس میں، مخصوص اکثریت سے، ایک تجویز منظور کرنی ہے۔ مزید تصور کیجئے کہ آپ کی کلاس میں طلباء کی کل تعداد 57 ہے لیکن رائے شماری کے دن، صرف 51 طلباء حاضر ہیں اور 50 نے رائے شماری میں حصہ لیا۔ آپ کب کہیں گے کہ آپ کی کلاس نے مخصوص اکثریت سے یہ تجویز منظور کر لی؟

اس کتاب میں، آپ کم از کم تین مزید ابواب میں، مخصوص اکثریت کا ذکر کرائیں گے۔ ان میں سے ایک اگلے باب - عاملہ میں ہے۔ جہاں ہم صدر جمہوریہ پر مقدمہ کا ذکر کرتے ہیں۔ وہ دو دوسری جگہیں تلاش کیجئے جہاں مخصوص اکثریت کا ذکر ہوا ہے۔

کی تقریبی میں، مخالف جماعت کے سربراہ اور ہندوستان کے چیف جسٹس سے بھی مشورہ کیا جائے۔ آئیں، CEC اور کمشنوں کی میعاد کو قیمنی بنتا ہے۔ وہ چھ سال کی مدت یا 56 سال ریٹائر ہونے کی عمر تک، اس عہدہ پر رکھے جاتے ہیں۔ CEC کو اس کی مدت ختم ہونے سے پہلے صدر جمہوریہ کے ذریعہ بر طرف کیا جاسکتا ہے اگر پارلیمنٹ کے دونوں ایوان، مخصوص اکثریت سے ایسا تجویز کریں۔ یہ اس لئے کیا جاتا ہے۔ اگر انتخابات کے دوران کوئی CEC حکمران جماعت کی حمایت سے انکار کر دیتا ہے تو اس کو اس کے عہدہ سے برخاست نہیں کیا جاسکتا۔ انتخابی کمشنوں کو صدر جمہوریہ برخاست کر سکتا ہے۔

ہندوستان کے انتخابی کمیشن کے بہت وسیع کام ہیں:

❖ یہ رائے دہنگان کی فہرست کو جدید ترین بنانے کی گوارانی کرتا ہے۔ یہ رائے دہنگان کی فہرست کو غلطیوں سے پاک رکھنے کی ہر ممکن کوشش کرتا ہے۔ اخراج (رجسٹر شدہ رائے دہنگان کے ناموں کا غائب

ہندوستانی آئین اور کام

ہونا) اور کمیشن (جو اہل نہیں ہیں یا جن کا وجود ہی نہیں ہے۔ ان کے ناموں کا موجود ہونا) دونوں پر نگرانی رکھتا ہے۔

❖ انتخابات کے اوقات اور انتخاب کا پروگرام طے کرتا ہے۔ انتخاب کے پروگرام میں، انتخابات کا اعلان نامہ جاری کرنا، تاریخ جس سے نامزدگی کے کاغذات بھرنا شروع ہوں گے، نامزدگی کی آخری تاریخ، جانچ پڑال کی آخری تاریخ، نام واپس لینے کی آخری تاریخ، ووٹنگ کی تاریخ، ووٹوں کی گنتی اور نتائج کا اعلان، شامل ہوتا ہے۔

❖ اس پورے عمل کے دوران، آزاد اور منصفانہ انتخابات کرنے کے لئے فیصلہ لینے کا اختیار کمیشن کو حاصل ہوتا ہے۔ یہ پورے ملک میں، یا کسی ایک ریاست میں یا کسی ایک انتخابی حلقہ میں اس بنا پر انتخابات ملتوی یا ریڈ کر سکتا ہے کہ وہاں کے حالات سازگار نہیں ہیں۔ لہذا آزاد اور منصفانہ انتخاب ممکن نہیں ہے۔ انتخابی کمیشن، جماعتوں اور امیدواروں کے لئے اخلاقی ضابطے بھی نافذ کرتا ہے۔ یہ کسی مخصوص انتخابی حلقہ میں دوبارہ ووٹنگ کر سکتا ہے۔ یہ دوبارہ ووٹوں کی گنتی کا حکم دے سکتا ہے اگر اس کو محسوس ہو کہ گنتی کا عمل پوری طرح سے صاف سترہ اور ٹھیک نہیں تھا۔

❖ انتخابی کمیشن، سیاسی جماعتوں کو تسلیم کرتا ہے اور ان میں ہر ایک کو انتخابی نشان دیتا ہے۔ انتخابی کمیشن کے پاس اپنا بہت مختصر عملہ (سٹاف) ہے۔ یہ انتظامیہ کی مدد سے، انتخابات کا انعقاد کرتا ہے۔ البته، جب انتخابی عمل شروع ہو جاتا ہے تو کمیشن کو انتظامیہ پر مکمل اختیار حاصل ہوتا ہے۔ جہاں تک انتخابی عمل کا کام ہوتا ہے، انتخابات کے دوران، ریاستی اور مرکزی حکومت کے عہدیداران کو انتخابی فرائض دیے جاتے ہیں اور ان پر انتخابی کمیشن کا مکمل کنٹرول ہوتا ہے۔ انتخابی کمیشن ان عہدیداران کو ٹرانسفر کر سکتا ہے، ان کے ٹرانسفر کو روک سکتا ہے۔ اگر وہ غیر جانب داری سے فرائض انجام نہیں دیتے تو ان کے خلاف اقدام بھی کر سکتا ہے۔

گذشتہ برسوں میں، انتخابی کمیشن ایک آزاد حاکم کے طور پر ابھرا ہے اور اس نے آزاد اور منصفانہ انتخابات کرنے کے لئے اپنے تمام اختیارات کا بخوبی استعمال کیا ہے۔ اس نے ایک غیر جانب دارانہ اور منصفانہ طریقے سے عمل کیا تاکہ انتخابی عمل کے تقدس کا تحفظ کیا جاسکے۔ انتخابی کمیشن کا ریکارڈ ثابت کرتا ہے کہ اداروں کے کام کا ج میں ہر اصلاح کے لئے قانونی یا آئینی تبدیلوں کی ضرورت نہیں ہوتی۔ اب بڑے پیمانے پر اس بات سے اتفاق کیا جاتا ہے کہ انتخابی کمیشن زیادہ آزاد و خود اختیار ہے جتنا کہ یہ بیس سال پہلے تھا۔ یہ اس وجہ سے ممکن نہیں ہو سکا کہ

باب 3: انتخاب اور نمائندگی

آئین نے انتخابی کمیشن کے اختیارات کے تحفظ میں اضافہ کر دیا ہے بلکہ اس لیے کہ انتخابی کمیشن نے، آئین سے حاصل شدہ اختیارات کو زیادہ موثر طریقہ سے استعمال کرنا شروع کر دیا ہے۔

گذشتہ پچاس برسوں میں لوک سمجھا کے چودہ انتخابات منعقد ہوئے ہیں۔ اس سے بھی زیادہ ریاستی مجلس قانون

ساز کے انتخابات، خمنی انتخابات کا انتخابی کمیشن نے انعقاد کیا۔ انتخابی کمیشن کو بہت سی مشکل صورت حال کا سامنا بھی کرنا پڑا جیسے دہشت پسندی سے متاثر ریاستیں مثلاً آسام، پنجاب یا جموں و کشمیر۔ اس کمیشن نے وہ مشکل ترین صورتِ حال بھی دیکھی جب سابقہ وزیر اعظم راجیو گاندھی کے انتخابی مہم کے دوران ان کے قتل کی وجہ سے، 1991 میں انتخابات کو درمیان میں ہی روکنا پڑا۔ 2002 میں، انتخابی کمیشن کو ایک اور تقدیدی صورتِ حال سے گزرنما پڑا جب گجرات مجلس قانون ساز کو اچانک تحلیل کر دیا گیا اور انتخابات کا انعقاد کرنا پڑا۔ انتخابی کمیشن نے پایا کہ اب تک کے انوکھے تشدد کی وجہ سے وہاں فوراً آزادانہ اور منصفانہ انتخابات کرنا ممکن نہیں ہے اور کچھ مہینوں کے لئے ان انتخابات کو ملتوی کر دیا گیا۔ سپریم کورٹ نے انتخابی کمیشن کے اس فیصلہ کو برقرار رکھا۔

ایک کارٹون پڑھئے



خبردار! انتخاب جیتنا اب مشکل ہو جائے گا۔ ہمیں نئے حالات کا سامنا کرنا ہو گا جیسے ضابطِ اخلاق، آزاد اور منصفانہ پولنگ،

نیتا جی انتخابی کمیشن سے خوف زدہ ہیں۔ سربراہان، انتخابی کمیشن سے کیوں ڈرتے ہیں؟ کیا یہ جمہوریت کے لئے اچھا ہے؟

اپنی معلومات چیک کیجئے

آپ کا کیا خیال ہے، انتخابی کمیشن کے پاس درج ذیل اختیارات اور سہولیات ہیں؟ اگر یہ نہ ہوتیں تو کیا ہوتا؟
کمیشن، سرکاری ملازمین کو کوئی بھی حکم جاری کر سکتا ہے، جو انتخابات سے متعلق ڈیوٹی پر لگے ہوں۔

حکومت، چیف انتخابی کمشنر کو برو طرف نہیں کر سکتی۔
کمیشن کسی انتخاب کو رد کر سکتا ہے، اگر اس کے خیال میں وہ درست اور منصفانہ نہیں تھا۔

انتخابی اصلاحات

کوئی بھی انتخابی نظام خامیوں سے پاک نہیں ہو سکتا۔ اصلی انتخابی عمل میں، بہت سی خامیاں اور بندشیں ہوتی ہیں۔ کسی بھی جمہوری معاشرے کو، انتخابات زیادہ سے زیادہ آزادانہ اور منصفانہ بنانے کے لئے، لگاتار بہتر سے بہتر طریقوں کی تلاش جاری رکھنی چاہئے۔ حق رائے دہندگی بالغان، انتخاب میں حصہ لینے کی آزادی اور ایک آزاد انتخابی کمیشن کی قبولیت کی وجہ سے ہندوستان نے اپنے انتخابی عمل کو آزاد اور منصفانہ بنانے کی کوشش کی ہے۔ البتہ، گذشتہ پچاس سالوں کے تجربے نے، ہمارے انتخابی نظام میں اصلاحات کے لئے بہت سی تجویزیں ہیں۔ انتخابی کمیشن، سیاسی جماعتیں، بہت سے آزاد گروپ اور بے شمار دانشوروں نے انتخابی اصلاحات کے لئے تجویزیں پیش کی ہیں۔ ان میں سے کچھ آئینی دفعات میں تبدیلی سے متعلق ہیں جن پر اس باب میں بحث کی گئی۔



کیا ہم قانون میں تبدیلی کے ذریعہ، پیسہ اور غنڈہ گردی کے اثر کو کم کر سکتے ہیں؟ کیا قانون بدلتے سے حقیقت میں کوئی تبدیلی آتی ہے؟

❖ ہمیں FPTP کا نظام انتخاب تبدیل کر کے PR نظام جیسا کوئی اور طریقہ اختیار کرنا چاہئے۔ اس سے سیاسی جماعتوں کو جہاں تک ممکن ہو سکے گا، حاصل شدہ ووٹوں کے تناسب سے زیادہ نشیں مل سکیں گی۔

باب 3: انتخاب اور نمائندگی

- ❖ ایک خاص دفعہ ہونی چاہئے جو یقینی بنائے کہ کم از کم ایک تہائی خواتین پارلیمنٹ اور ریاستی مجلس قانون ساز کی ممبر ہیں۔

مزید خفت دفعات ہونی چاہئیں تاکہ انتخابی سیاست میں پیسہ کے روں کو نظر دل کیا جاسکے۔ انتخابات کا کل خرچ، ایک خصوصی فنڈ سے حکومت خود ادا کرے۔

- ❖ فوجداری معاملات میں ملوث امیدواروں کو انتخابات میں حصہ لینے سے روکا جائے خواہ ان کی اپیل عدالت میں زیر سماعت ہو۔

❖ انتخابی مہم کے دوران مذہب اور ذات پات کی بنیاد پر، اپیلوں پر مکمل پابندی ہونی چاہئے۔

❖ ایک قانون سیاسی جماعتوں کے کام کا ج کو باضابطہ بنانے کے لئے ہونا چاہئے اور اس بات کو یقینی بنانے کے لئے کوہ شفاف اور جمہوری طریقہ سے کام کریں۔

یہ محض چند تجویز ہیں۔ ان تجویز پر کوئی اتفاق رائے نہیں ہے۔ اگر اتفاق رائے ہو بھی، تب بھی قانون اور دفعات کیا کر سکتی ہیں ان پر بندشیں ہیں۔ آزادانہ اور منصفانہ انتخابات ہو سکتے ہیں اگر امیدوار، سیاسی جماعتیں اور جو لوگ انتخابی عمل میں شامل ہوتے ہیں یہ تھیہ اور اتفاق کر لیں کہ وہ جمہوری مقابلہ کے اصولوں کی تعییں کریں گے۔

قانونی اصلاحات کے علاوہ، دو اور طریقے ہیں جن کے ذریعے عوام کی توقعات اور آرزوؤں کو انتخابات کے ذریعہ منعکس کیا جاسکتا ہے۔ اول، یقیناً یہ ہے کہ عوام خود ہوشیار ہیں، سیاسی سرگرمیوں میں گر مجھی دکھائیں۔ لیکن

ایک کارٹون پڑھئے



اپنی پرانی عادت چھوڑ دا رکھرے کا سامنا کرو! یاد رکھو تمہیں نامزد کیا گیا ہے اور اب تم انتخاب کے لئے کھڑے ہوئے ہو!

کیا ایسے امیدوار کو انتخابات میں حصہ لینے سے روکا جانا چاہیے جو عین جرم میں ملوث ہو؟

ہندوستانی آئین اور کام

عوام مستقل طور پر کہاں تک سیاست میں شامل ہو سکتے ہیں، اس کی بھی کچھ حد ہوتی ہے۔ لہذا، یہ ضروری ہے کہ مختلف سیاسی اداروں اور رضا کارانہ تنظیموں کو فروغ دیا جائے تاکہ وہ آزاد اور منصفانہ انتخابات کرانے میں پھرہ دار کی حیثیت سے کام کریں۔

اختتام

جن ممالک میں نمائندہ جمہوریت پر عمل ہوتا ہے وہاں جمہوریت کو موثر اور قابلِ اعتقاد بنانے میں انتخابات اور ان کے نمائندہ کرداروں کا بڑا حصہ ہوتا ہے۔ ہندوستان کے انتخابی نظام کی کامیابی کوئی طریقوں سے پرکھا جاسکتا ہے۔

❖ ہمارے انتخابی نظام نے رائے دہنگان کو آزادی کے ساتھ اپنے نمائندہ چننے کی آزادی دی ہے۔ صرف یہی نہیں بلکہ ریاستی اور مرکزی سطح کی حکومتوں کو پُرانی طریقہ سے یکسر تبدیل کرنے کی آزادی بھی دی ہے۔

دوسرے، رائے دہنگان نے انتخابات کے عمل میں مستقل گھری دل چھپی دکھائی ہے اور اس میں حصہ بھی لیا ہے۔ انتخابات میں امیدواروں اور رائے دہنگان کی تعداد میں اضافہ ہوا ہے۔

❖ تیرے، انتخابی نظام نے ہم آہنگی اور شمولیت کا ثبوت دیا ہے۔ ہمارے نمائندوں کے معاشرتی پس منظر میں بھی آہستہ آہستہ تبدیل آئی ہے۔ اب ہمارے نمائندے مختلف معاشرتی طبقوں سے آتے ہیں لیکن خواتین قانون سازوں کی تعداد میں اطمینان بخش اضافہ ہوا ہے۔

❖ چوتھے، ملک کے زیادہ تر حصے انتخابات کے نتائج، انتخابی دھانندیوں اور دھوکہ دہی کا اظہار نہیں کرتے۔ یقیناً دھوکہ دہی کے بہت سے واقعات ہوتے ہیں۔ آپ نے انتخاب کے دوران تشدد، رائے دہنگان کا فہرستوں سے نام غائب ہونے سے متعلق شکایتوں اور دھمکیوں کے بارے میں ضرور سننا ہوگا۔ پھر بھی انتخاب کے نتائج پر ان کا اثر کم ہوتا ہے۔

❖ آخری اہم بات یہ ہے کہ انتخابات ہماری جمہوری زندگی کا حصہ بن چکے ہیں کوئی ایسی صورت حال کا تصور بھی نہیں کر سکتا کہ کسی حکومت نے عوام کے فیصلہ کا احترام نہ کیا ہو۔ اسی

باب 3: انتخاب اور نمائندگی

طرح کوئی یہ بھی تصور نہیں کر سکتا کہ انتخابات کے بغیر کوئی حکومت بن سکتی ہے۔ حقیقت میں، انتخابات کی پابندی اور میعاد نے، ہندوستان کے لئے ایک عظیم جمہوری تجربہ کی حیثیت سے شہرت حاصل کی ہے۔

ان تمام عناصر نے ہمارے انتخابی نظام کے لئے، ملک کے اندر اور باہر عزت حاصل کی ہے۔ ہندوستان کے رائے دہنگان کو اعتماد حاصل ہو گیا ہے۔ عوام کی نگاہوں میں انتخابی کمیشن کا جواز بڑھ گیا ہے۔ یہ ہمارے آئین سازوں کے ذریعہ لئے گئے فیصلوں کو مثالی ثابت کرتا ہے۔ اگر انتخابی نظام، خرایوں سے مزید پاک ہو جائے تو ہم بحثیت رائے دہنگان اور شہری، جمہوریت کے اس کارروال میں زیادہ موثر طریقہ سے حصہ لے سکیں گے اور اس کو زیادہ بامعنی بنائیں گے۔

مشق

1۔ درج ذیل میں سے کون سا بیان، برداشت جمہوریت سے ملتا ہے؟

(a) ایک خاندانی مینٹگ میں بحث

(b) کلاس مائنٹر کا انتخاب

(c) کسی سیاسی جماعت کے ذریعہ امیدوار کی پسند

(d) گرام سبھا کے ذریعہ لئے گئے فیصلے

(e) میڈیا کے ذریعہ کئے گئے انتخابی سروے

2۔ درج ذیل میں سے کون سے کام، انتخابی کمیشن کے نہیں ہیں:-

(a) انتخابی فہرستیں تیار کرنا

(b) امیدواروں کو نامزد کرنا

(c) پونگ بوجھ قائم کرنا

(d) ضابط اخلاقی نافذ کرنا

(e) پنچاہیت انتخابات کی نگرانی

3۔ درج ذیل میں سے کون سا طریقہ، لوگ سبھا اور راجیہ سبھا کے ممبران کے انتخاب میں کیساں ہے؟

(a) 18 سال سے زیادہ، عمر کا ہر شہری ووٹ دینے کا اہل ہے۔

(b) رائے دہنہ، امیدواروں کو ترجیح کے اعتبار سے نشان لگا سکتا ہے۔

(c) ہروٹ کی برابر اہمیت ہے۔

(d) جتنے والے امیدوار کو نصف سے زیادہ ووٹ حاصل ہونے چاہئیں۔

4۔ FPTP میں وہی امیدوار فتح قرار دیا جاتا ہے، جو

(a) ڈاک سے ملنے والے ووٹوں میں سب سے زیادہ ووٹ ملے ہوں۔

(b) اس جماعت سے متعلق رکھتا ہے جس کو ملک میں سب سے زیادہ ووٹ حاصل کرتا ہے۔

(c) انتخابی حلقہ میں کسی دوسرے امیدوار کے مقابلہ میں زیادہ ووٹ حاصل کئے ہوں۔

(d) 50% سے زیادہ ووٹ حاصل کرنے والوں میں پہلا نمبر حاصل ہوا ہو۔

5۔ انتخابی حلقوں کے ریز روپیش نظام اور علاحدہ رائے دہنگان کے نظام میں کیا فرق ہے؟ آئین سازوں

نے دوسرے طریقہ کو کیوں نامنقول کیا؟

باب 3: انتخاب اور نمائندگی

6۔ درج ذیل میں کون سے بیانات غلط ہیں؟ پچانئے اور ان کو درست کیجئے اضافہ کیجئے۔ یا ان کے الفاظ اور محاوروں کو دوبارہ ترتیب دیجئے۔

(a) FPTP نظام، ہندوستان میں تمام انتخابات میں استعمال کیا جاتا ہے۔

(b) پنچاہیت اور میوپل انتخابات کی نگرانی، انتخابی کمیشن نہیں کرتا۔

(c) صدر جمہوریہ، انتخابی کمشن کو اس کے عہدہ سے بر طرف نہیں کر سکتا۔

(d) انتخابی کمیشن میں ایک سے زیادہ انتخابی کمشن کا تقرر، اختیاری ہے۔

7۔ ہندوستانی انتخابی نظام کا مقصد، معاشرتی طور پر محروم طبقات کو نمائندگی دلانا ہے اگرچہ بھی تک ہماری مجلس قانون ساز میں دس فیصد خواتین بھی نہیں آسکتی ہیں۔ اس صورت حال کی اصلاح کے لئے آپ کیا طریقے تجویز کریں گے؟

8۔ ایک نئے ملک کے لئے، آئین پر منعقدہ کانفرنس میں بحث کے دوران، کچھ خواہشات کا اظہار کیا گیا۔ درج ذیل میں سے ان میں کچھ ہیں۔ ان میں سے ہر ایک کے سامنے لکھئے کہ ان کے لئے FPTP نظام درست ہے یا PR نظام ہتر ہے۔

(a) عوام کو اچھی طرح معلوم ہونا چاہئے کہ ان کا نمائندہ کون ہے تاکہ وہ ذاتی طور پر اس کو جواب دہ بناسکیں۔

(b) ہمارے یہاں چھوٹی چھوٹی لسانی تقلیتیں ہیں جو پورے ملک میں پھیلی ہوئی ہیں۔ ہمیں ان کی مناسب نمائندگی کو یقینی بنانا ہے۔

(c) مختلف جماعتوں اور ووٹوں کے درمیان عدم توازن نہیں ہونا چاہئے۔

(d) عوام کو ایک اچھا امیدوار منتخب کرنے کے قابل ہونا چاہئے۔ خواہ وہ اس کی جماعت کو پسند کریں یا نہ کریں۔

9۔ ایک سابق چیف انتخابی کمشن نے ایک سیاسی جماعت میں شمولیت اختیار کر لی اور انتخاب لڑا۔ اس موضوع پر مختلف رائے ظاہر کی گئیں۔ چیف انتخابی کمشن ایک آزاد شہری ہے، اس کو کسی بھی سیاسی جماعت میں

ہندوستانی آئین اور کام

شامل ہونے کا حق حاصل ہے۔ دوسرا نظر یہ ہے کہ اس وجہ سے انتخابی کمشنر کی غیر جانب داری پر اثر پڑتا ہے۔ لہذا سابق انتخابی کمشنر کو انتخاب میں کھڑا ہونے کی اجازت نہیں ہونی چاہئے۔ آپ کس رائے سے اتفاق کرتے ہیں اور کیوں؟

10۔ ”ہندوستانی جمہوریت اب ایک خام FPTP انتظام سے مناسب نمائندگی (PR) کی طرف تبدیل ہونے کے لئے تیار ہے،“ کیا آپ اس بیان سے اتفاق کرتے ہیں؟ اس کی حمایت یا مخالفت میں دلیلیں دیجئے۔

